جلد ۳۴ | ۱۵ ماہ تبلیغ ۱۳۲۵ ہش | ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ | ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء | نمبر ۳۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ ماہ تبلیغ - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے - کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاء ھا کی طبیعت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے فالحمد للہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے متعلق تازہ اطلاع یہ ہے - کہ آپ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے - رات آرام سے گزار رہے ہیں - غذا بہت کم ہوتی ہے - اس وجہ سے کمزوری تاحال ہے - احباب کرام دعا جاری رکھیں -

خان بہادر ابوالہاشم خان صاحب کو چند دن سے زیادہ تکلیف ہے - بخار بھی ہو جاتا ہے اور کنسر میں بھی کوئی افاقہ نہیں ہوا - خون زیادہ آرہا ہے - احباب خاص طور پر صحت کیلئے دعا کریں

آج بعد نماز عصر شیخ چراغ دین صاحب کی لڑکی صالحہ بیگم کا رخصتانہ ہوا حضرت مولوی شیر علی صاحب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب - حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور بعض اور اصحاب شریک ہوئے اور دعا کی -

خطبہ جمعہ

قادیان کے الیکشن میں مردوں نے عورتوں کے مقابلہ میں آدھا کام بھی نہیں کیا

جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے اگر وہی روح ہمارے مردوں میں ہو تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آجائے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ فروری ۱۹۴۶ء

(مرتبہ - مولوی عبد العزیز صاحب)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا -

آج میں ایک ایسے امر کے متعلق جو بظاہر دنیوی معلوم ہوتا ہے کچھ کہنا چاہتا ہوں - دوستوں کو معلوم ہے - کہ آجکل

پنجاب اسمبلی کے الیکشن

شروع ہیں - اور بعض احمدی دوست بھی بطور امیدوار کھڑے ہوئے ہیں - جن جن حالات میں اور جس جس پارٹی کے متعلق ہم نے مناسب سمجھا - اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے بعض جگہ ہم نے

مسلم لیگ کی مدد کی

ہے - اور بعض جگہ

یونینسٹ پارٹی کی مدد

کی - اس وقت مناسب نہیں - کہ ان حالات کا مفصل طور پر ذکر کیا جائے - کیونکہ اگر اس وقت تفصیل کے ساتھ ان باتوں کا ذکر کیا جائے - تو ان پارٹیوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے -

الیکشن کے بعد

جس وقت نقصان کا اندیشہ نہ رہے گا - اس وقت ان حالات کو تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ بیان کیا جائیگا - اگر اب ان حالات کو بیان کیا جائے تو بہت سے اختلافات پیدا ہونے کا خطرہ ہے

کشمیر ایجی ٹیشن کے وقت

ہم نے جو خدمات کیں - ان کا ریکارڈ موجود ہے - لیکن بعد میں انہی لوگوں میں سے جو ہم سے امداد اور مشورہ لیتے تھے -

ایڈیٹر - غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوایا اور دفتر الفضل سے شائع کیا

اور ایک حد تک اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ بعض ایسے بدل گئے کہ انہوں نے اپنے علاقوں میں یہ بحث شروع کر دی کہ احمدیوں کو کشمیر کی انجمنوں میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت کئی لوگ میرے پاس آئے۔ جن میں سے بعض احمدی بھی تھے۔ کہ آپ بھی ان کے اسرار جو آپ کے پاس ہیں ظاہر کر دیں۔ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ یہ لوگ احمدیوں سے کتنی امداد لیتے رہے ہیں۔ اور اب کس طرح

احسان فراموشی کا ثبوت

دے رہے ہیں۔ لیکن مَیں نے ان کو جواب دیا کہ جب تک وہ براہ راست ہماری خدمات کا انکار نہ کریں۔ میں ان کے اسرار کو ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا۔ اس دوران میں بعض آدمیوں نے اعلان کر دیا۔ کہ احمدیوں نے ہماری کوئی مدد نہیں کی۔ تو مَیں نے بعض خطوط نکال کر اپنے دوستوں کو دے دیئے۔ کہ یہ خطوط ان کے جواب میں شائع کر دو۔ مگر بعض ایسے تھے جنہوں نے براہ راست کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ اس لئے میں نے ان میں سے کسی کے خطوط ظاہر نہیں کئے۔ اور بعض آج تک ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ کیونکہ مَیں سمجھتا ہوں۔ یہ بات

وفاداری کے خلاف

ہے۔ اگر وہ شرافت کے معیار سے گر گئے ہیں۔ تو ہمیں ان کی نقل نہیں کرنی چاہیئے۔ اور ہمیں شرافت کے معیار سے نہیں گرنا چاہیئے۔ اسی طرح اب بھی بعض سے گفتگوئیں ہوئی ہیں۔ اور بعض سے تحریریں لی گئی ہیں لیکن وہی لوگ اب

طرح طرح کی مخالفتیں

کر رہے ہیں۔ مَیں ان تمام باتوں کے باوجود الیکشن کے دوران میں کسی کے متعلق کوئی بات ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اور نہ سلسلہ کے کسی کارکن کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں۔ بے شک وہ ہم پر اعتراض کرتے جائیں۔ ہمیں بُرا بھلا کہتے رہیں۔ کہ ایسے نالائقوں سے کسی نے کیا مدد لینی ہے۔ کوئی عقلمند ایسے گردن زدنیوں سے مدد لینے کی کب خواہش رکھتا ہے

مگر چونکہ اس وقت الیکشن میں ایسے لوگوں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اس لئے میں ان کے متعلق باوجود ان کی مخالفت کے کسی قسم کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن ایک حصہ ایسا بھی ہے۔ جو

ہماری جماعت سے اچھے تعلقات

رکھتا ہے۔ اور وہ احسان اور نیکی کی قدر کرنا جانتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کوئی شکایت نہیں۔

اس کے بعد مَیں آج جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ

قادیان میں الیکشن ختم

ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ کیا جا سکتا تھا۔ یا جو کچھ کیا جا سکا ہے۔ وہ سب ہو چکا ہے۔ اور جو بھی کمی کوشش میں رہ گئی ہے۔ اب اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو جدوجہد بھی ہوئی ہے۔ اس کا میرے دل پر یہ اثر پڑا ہے۔ کہ مردوں نے عورتوں سے آدھا کام بھی نہیں کیا۔ اور مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ

قادیان کے مردوں نے

اعلیٰ نمونہ قربانی کا پیش نہیں کیا۔ الیکشن کے پہلے دن ہی ستاسی ۸۷ سے لیکر ایک سو پچاسی ۱۸۵ تک ایسے آدمی ووٹ دینے کے لئے نہ آئے جو یہاں موجود تھے۔ مگر اپنے کسی کام کے لئے ادہر ادہر چلے گئے اور پھر وہ واپس وقت پر نہ پہنچے۔

خلیل احمد صاحب ناصر

جو واقف زندگی ہیں۔ قادیان کے الیکشن کے انچارج تھے۔ اور ان کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے اس بارہ میں غفلت سے کام لیا۔ ایسی غفلت اور سستی سے کہ ایک واقف سے اس کا ہزارواں حصہ بھی سستی کی امید نہیں کی جا سکتی۔ جب پہلے دن میں نے پوچھا۔ تو اس وقت تک ایسے نقشے بھی تیار نہیں تھے۔ جن سے یہ پتہ لگ سکے کہ کتنے آدمی حاضر ہیں۔ کتنے غیر حاضر ہیں یا کتنے فوت ہو رہے ہیں۔ کتنے باہر ہیں جن کے آنے کی امید ہے۔ اور کتنے ایسے ہیں۔ جن کے آنے کی کوئی امید نہیں۔ مجھے جب وہ ملے۔ اور میں نے ان سے پوچھا کہ ووٹوں میں اتنی غیر معمولی کمی کی وجہ کیا ہے۔ مجھے نقشہ لا کر دکھاؤ۔ تو انہوں نے کہا۔ مَیں نقشہ لا کر دکھاتا ہوں۔ پھر وہ گئے۔ اور ایسے گئے۔ کہ رات بھی گزر گئی۔ اور اگلا دن بھی گزر گیا اور دوسرے دن شام کو نقشہ میرے پاس لائے اور وہ بھی آئندہ الیکشن کے متعلق اور وہ بھی ناقص۔ چنانچہ انکے حساب کے رو سے تین سو ووٹر گزر سکتا تھا مگر جب میاں بشیر احمد صاحب نے سب محلوں کے پریذیڈنٹوں کو بلا کر ساری رات بیٹھ کر نقشہ تیار کروایا تو پانچ سو سے اوپر ووٹ موجود تھا اور وہ گزر بھی گیا۔ اصل بات یہ تھی کہ نقشہ ان کے پاس تیار نہ تھا۔ میرے پوچھنے پر وہ نقشہ تیار کیا گیا۔ اور پھر وہ نقشہ اس دن کا تھا۔ جس دن کا پولنگ ابھی ہوا نہ تھا۔ اور گزشتہ پولنگ کا نقشہ پھر بھی تیار نہ ہوا تھا بلکہ جب میں نے اس طرف توجہ دلائی تو کہا گیا کہ وہ الیکشن کے بعد بنا دیا جائیگا۔ بھلا الیکشن کے بعد اس نقشہ کے تیار کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا تھا۔ کہتے ہیں۔

مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد

وہ گھونسہ جو جنگ کے بعد یاد آئے اپنے منہ پر مارنا چاہیئے یعنی اگر بعد میں خیال آئے کہ میں دشمن کے فلاں جگہ گھونسہ مارتا تو وہ ہار جاتا تو ایسی صورت وہ گھونسہ خود اپنے کلہ پر مارنا چاہیئے۔ کہ کیوں اسے وہ تجویز وقت پر نہیں سوجھی۔ لیکن

مردوں کے مقابلہ میں عورتوں نے

قربانی کا نہایت اعلےٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ گو حساب نہ جاننے کی وجہ سے ان سے بعض غلطیاں ہوئیں۔ لیکن ان کا مجھے وقت پر پتہ لگ گیا اور مَیں نے ان غلطیوں کو دور کرنے کے متعلق ہدایات دیدیں۔ جن کے مطابق انہوں نے

نہایت تن دہی اور محنت

سے کام کیا۔ مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے۔ اگر وہی روح ہمارے مردوں کے اندر کام کرنے لگ جاتے۔ تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آ جائے۔ اگر مردوں میں بھی وہی دیوانگی اور وہی جنون پیدا ہو جائے۔ جس کا عورتوں نے اس موقع پر مظاہرہ کیا ہے۔ تو

ہماری فتح کا دن

بہت ہی قریب آ جائے۔ عورتوں نے اس دیوانگی سے کام کیا ہے۔ کہ ان میں سے بعض کی شکلیں بھی پہچانی نہیں جاتیں۔ انہوں نے کھانے کی پروا نہیں کی۔ انہوں نے سونے کی پروا نہیں کی۔ انہوں نے آرام کی پروا نہیں کی۔ اور ایسی محنت سے کام کیا ہے۔ کہ مَیں سمجھتا ہوں۔ ان میں سے کسی کا تین سیر کسی کا چار سیر اور کسی کا پانچ سیر وزن کم ہو گیا ہے۔ مگر مردوں نے عورتوں کے مقابل پر بہت کم کام کیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

بہت ہی ذلیل کام کیا ہے

اور دفتر امور عامہ نے تو ایسے رنگ میں کام کیا ہے۔ کہ گویا اس نے سلسلہ سے کوئی پرانی دشمنی نکالی ہے۔ ایک ہی کام کے متعلق محلہ کے پریذیڈنٹوں کو خدام الاحمدیہ کے زعماء کو اور لجنہ اماء اللہ کو بلا سوچے سمجھے اندھا دھند چٹھیاں لکھی گئیں اور اس سے گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ پھر عملی کام کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

اگر دفتر امور عامہ صحیح طور پر کام کرتا

تو میرے نزدیک پندرہ سو ووٹ نیا بن سکتا تھا۔ جو سستی کی وجہ سے نہیں بنایا گیا۔ اور پھر ایک کافی تعداد ایسے ناموں کی بھی ہے۔ جو بالکل غلط طور پر چھپے ہیں۔ قادیان میں چار ہزار آٹھ سو ووٹوں میں سے تین ہزار چھ سو ووٹ گزرا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ

بارہ سو ووٹ

ایسے ہیں۔ جو ردی گئے ہیں۔ مجھے قادیان کے چار ہزار آٹھ سو ووٹ بتائے گئے تھے اور میرا اندازہ پانچ ساڑھے پانچ ہزار کا تھا۔ لیکن میں نے سمجھا کہ چار ہزار آٹھ سو ووٹ مجھے اس لحاظ سے بتائے گئے ہیں۔ کہ فوجیوں کے ووٹ اس کے علاوہ ہیں۔ اس وجہ سے مجھے کرید نے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا۔ کہ فوجیوں کے ووٹ بھی اس چار ہزار آٹھ سو میں شامل ہیں تو میں ووٹوں کی کمی کی وجہ دریافت کرتا۔ میرے نزدیک

قادیان میں چھ ہزار کے قریب ووٹ

تھے جسمیں سے چار ہزار آٹھ سو ووٹ بنوایا گیا۔ اور اسمیں سے تین ہزار چھ سو کے قریب گزرا۔ اور اسطرح بارہ سو کے قریب ووٹ ضائع گیا۔ اور ایک ہزار سے زائد کے ووٹ بنوائے ہی نہیں گئے۔ حالانکہ ایک ہزار ووٹ کوئی معمولی چیز نہیں۔ بعض علاقوں میں ہمارے آدمی پندرہ پندرہ دن تک دوڑ دھوپ کرتے رہے اور موٹریں اور لاریاں کام کرتی رہیں مگر باوجود اتنی دوڑ دھوپ کے سو ووٹ بھی نہیں ملے پس یہ ایک ہزار ووٹ جو

ضائع ہوا ہے۔

دفتر امور عامہ کی غفلت اور کوتاہی

سے ہوا ہے بلکہ میرے نزدیک ایک ہزار سے بھی زائد ووٹ تھا جو ضائع ہوا ہے مجھے کثرت سے مردوں اور عورتوں کی طرف سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ ان کے گھروں میں

بہت سے ووٹ رہ گئے

ہیں۔ ایک دوست جن کا مکان یہاں ہے اور وہ خود آج کل دہلی میں رہتے ہیں انہوں نے بتایا۔ کہ ہمارے گھر سے چھ ووٹ تھے۔ ان میں سے صرف دو امور عامہ نے بنائے ہیں۔ ایک اور دوست نے بتایا کہ ہمارے گھر کے چار ووٹ تھے۔ ان میں سے صرف ایک ووٹ بنا ہے۔ اسی طرح ایک دوست نے بتایا۔ کہ ہمارے گھر میں چار ووٹ بن سکتے تھے۔ لیکن صرف ایک بنا ہے۔ پس قادیان میں بارہ سو کے قریب ووٹ رہ گئے ہیں۔ اگر پوری محنت اور کوشش سے کام لیا جاتا۔ تو قادیان سے ہی چھ ہزار ووٹ بن سکتے تھے۔ اور بعض ووٹ اس وجہ سے ضائع گئے ہیں۔ کہ ان کے

لکھنے میں احتیاط سے کام نہیں لیا گیا

بعض جگہ زوجہ کی بجائے دختر لکھا گیا ہے اور دختر کی بجائے زوجہ لکھا گیا ہے قانوناً تو یہ جائز ہے۔ کہ اگر ووٹر کا نام یا ولدیت وغیرہ کسی قدر غلط چھپ گئی ہو تو وہ ووٹ دے سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن دختر کے لئے یہ کہنا کتنا مشکل ہے۔ کہ وہ اپنے باپ کی زوجہ ہے۔ یا زوجہ کے لئے یہ کہنا کتنا مشکل ہے۔ کہ میں فلاں کی لڑکی ہوں۔ اگر کوئی عورت ایسا کہے تو اس کا مذاق تو بہر حال بن جائیگا مگر قانوناً اس پر کوئی اعتراض عائد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ اس کی غلطی نہیں بلکہ لکھنے والے کی غلطی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان غلطیوں میں

گورنمنٹ اور دفتر امور عامہ کے کارکنوں کا قصور

ہے۔ کیونکہ انہوں نے فہرستیں توجہ سے تیار نہیں کیں۔ اوپر نیچے جب نام لکھے جاتے ہیں۔ تو اس قسم کی غلطیاں عموماً واقع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً جب فہرست میں کوئی شخص یہ لکھتا چلا جائے۔ کہ فلاں زوجہ فلاں۔ فلاں زوجہ فلاں۔ فلاں زوجہ فلاں۔ تو اس دوران میں اگر کسی کی دختر آجائے۔ تو اسے بھی جلدی میں زوجہ ہی لکھ دے گا۔ یا کوئی شخص لکھتا جارہا ہے فلاں دختر فلاں۔ فلاں دختر فلاں۔ فلاں دختر فلاں۔ درمیان میں آگیا۔ کہ فلاں زوجہ فلاں۔ تو اسے بھی عادت کی وجہ سے دختر ہی لکھ دے گا۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ جب انسان ایک ہی رنگ میں کوئی بات لکھتا چلا جائے۔ اور درمیان میں کوئی اور بات آجائے۔ تو اسے بھی وہ پہلی چیز کی ذیل میں شمار کر لیتا ہے ابھی تھوڑے دن ہوئے دفتر امور عامہ والوں نے

ستائیس آدمیوں کی ایک فہرست

بنائی۔ کہ فلاں لیگی اور فلاں یونینسٹ کی مدد کرنے کا جماعت نے فیصلہ کیا ہے۔ وہ فہرست پہلے امور عامہ کے کلرک نے تیار کی۔ پھر اسے سپرنٹنڈنٹ نے دیکھا۔ پھر اسے ناظر امور عامہ نے چیک کیا۔ اس کے بعد میرے پاس آئی تو میں نے اس میں تین غلطیاں نکالیں۔ کسی جگہ مسلم لیگی کو یونینسٹ لکھا تھا۔ اور کسی جگہ یونینسٹ کو مسلم لیگی لکھ دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ وہ اوپر سے لکھتے چلے آئے۔ کہ فلاں لیگی۔ فلاں لیگی۔ اور درمیان میں جب ایک یونینسٹ آیا۔ تو اسے بھی لیگی لکھ دیا گیا۔ اسی طرح جب اوپر سے لکھتے آئے۔ کہ فلاں یونینسٹ۔ فلاں یونینسٹ۔ فلاں یونینسٹ۔ اور درمیان میں ایک مسلم لیگی کا نام آگیا۔ تو اسے بھی یونینسٹ لکھ دیا۔ اب ستائیس آدمیوں کی فہرست تھی تین آدمیوں نے اسے تیار کیا۔ اور پھر بھی اس میں تین غلطیاں نکل آئیں جب ستائیس آدمیوں کی فہرست میں سے تین غلطیاں نکل سکتی ہیں۔ تو جہاں ہزاروں نام ہوں۔ وہاں تو غلطی کا بہت زیادہ امکان ہے۔ مگر پھر بھی ہمیں اپنے فائدہ کے لئے ان غلطیوں کے دور کرانے کی کوشش وقت پر کرنی چاہیئے تھی۔ اگر ایسی کوشش ہوتی تو یقیناً ہمارا ووٹ چھبیس سو سے بہت زیادہ ہوتا۔ بہر حال

امور عامہ نے اندازاً چوبیس سو ووٹ ضائع کئے

ہیں۔ اور کم سے کم دو ہزار ووٹ تو بہر صورت ضائع ہوا ہے۔ پس مجھے افسوس ہے۔ کہ ہمارے مردوں نے قربانی کا وہ مظاہرہ نہیں کیا۔ جو عورتوں نے کیا ہے۔ باہر کے لوگوں نے بھی قادیان کے لوگوں سے اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔

باہر سے آنے والے ووٹ

بہت لمبا سفر طے کر کے اور بڑی مشکل سے رخصت حاصل کر کے قادیان پہنچے۔ اور ووٹ دیا۔ ان باہر سے آنے والے لوگوں کا جن میں سے کوئی سندھ سے کوئی بمبئی سے کوئی بہار سے کوئی بنگال سے کوئی صوبہ سرحد سے اور کئی مختلف علاقہ جات پنجاب سے آئے تھے۔ فریق مخالف پر بھی اور پولنگ آفیسرز پر بھی بہت گہرا اثر پڑا ہے۔ اور جو قربانی عورتوں نے کی۔ اس کا بھی دیکھنے والوں اور فریق مخالف کے نمائندوں اور پولنگ آفیسرز پر بہت ہی گہرا اثر پڑا جو عورتیں پولنگ آفیسر کی امداد کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے آئی تھیں۔ وہ اس قدر متاثر ہوئیں کہ ان کے یہ الفاظ تھے۔ کہ ہم نہیں سمجھ سکتیں۔ کہ یہ جماعت کیسی ہے۔ اور اس میں

قربانی کی یہ روح

کیسے پیدا ہو گئی ہے۔ بعض عورتیں ایسی حالت میں ووٹ دینے کے لئے آئیں۔ کہ ان کو بچہ ہونے والا تھا۔ اور درد زہ شروع تھا۔ بعض ایسی تکلیف کی حالت میں آئیں۔ کہ ووٹ دیتے ہی وہ بے ہوش ہو گئیں۔ بعض ایسی تھیں۔ کہ ان کو بچہ ہوئے صرف بارہ گھنٹے گزرے تھے۔ کہ وہ اسی حالت میں سٹریچر پر لیٹ کر ووٹ دینے کے لئے آگئیں۔ ایک واقعہ ہو۔ تو انسان اسے نظر انداز کر سکتا ہے۔ مگر یہاں تو

ایک درجن سے زائد

ایسی عورتیں تھیں۔ کہ بعض کو درد زہ لگی ہوئی تھی۔ اور وہ ووٹ دینے کے لئے آگئیں۔ اور بعض ایسی تھیں۔ کہ ان کو بچہ ہوئے چند گھنٹے گزرے تھے۔ اور وہ ووٹ دینے کے لئے آگئیں۔ اور بعض عورتیں ایسی

بیماری کی حالت میں

ووٹ دینے کے لئے آئیں۔ کہ وہ بیٹھ بھی نہ سکتی تھیں۔ ان کو ڈولی میں لایا گیا۔ اور ایک رشتہ دار نے دائیں طرف سے اور دوسرے نے بائیں طرف سے ان کو پکڑا ہوا تھا۔ کہ کہیں گر نہ پڑیں۔ ایک درجن سے زیادہ مثالیں اس قسم کی قربانی کی موجود ہیں۔ اور اس قربانی کا اس قدر اثر تھا۔ کہ وہ عورتیں جو مخالف پارٹی کی طرف سے بطور ایجنٹ کے تھیں۔ وہ بھی عورتوں کی

اس قربانی پر حیرت کا اظہار

کر رہی تھیں۔ مگر اس کے مقابل پر قادیان کے مردوں نے پہلے دن کم از کم ستاسی ووٹ ضائع کر دیئے۔ اور وہ بجائے وقت پر پہنچکر ووٹ دینے کے ادھر ادھر چلے گئے۔ ان کی نظر میں بے شک ان ووٹوں کی قیمت نہ ہو۔ لیکن وہ شخص جس کی عقل صحیح طور پر کام کرتی ہو۔ وہ جانتا ہے۔ کہ ان

ووٹوں کی قیمت کئی ہزار کے برابر

تھی۔ شائد یہ لوگ بٹالہ یا کسی گاؤں سے سودا وغیرہ خریدنے کے لئے چلے گئے اور اپنی ذمہ واری کو نہ سمجھتے ہوئے انہوں نے وقت پر پہنچنے کی کوشش نہ کی۔ اگر وہ اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتے۔ تو ان کا فرض تھا۔ کہ مرتے یا جیتے بہر حال وقت پر قادیان پہنچ جاتے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ان لوگوں نے قومی بیداری کا ثبوت نہیں دیا۔ وہ شخص جس کو اپنی ذمہ واری کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اس کو ہر حالت میں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک احمدی دوکاندار جن کا نام

محمد اکرام

ہے۔ اور بھائی محمود احمد صاحب کی دوکان کے ساتھ ان کی دوکان ہے۔ وہ پہلے لاہور میں رہتے تھے۔ جب پہلی الیکشن ہوا ہے۔ اس وقت کانگرس نے الیکشنوں کا بائیکاٹ کر دیا تھا۔ اور جو شخص ووٹ دینے کے لئے جاتا وہ اسے گالیاں دیتے پتھر مارتے اور برا بھلا کہتے جس کی وجہ سے لوگ ووٹ دینے سے رک گئے

ان دنوں لاہور میں ہمارا غالباً ایک ہی ووٹ تھا۔ اب تو خدا تعالےٰ کے فضل سے لاہور میں ہمارے سینکڑوں ووٹ ہیں۔ لیکن اس وقت صرف ایک ہی ووٹ تھا۔ اس وقت دو مسلمان امیدوار کھڑے ہوئے تھے۔ ایک ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ اور انکے مقابلہ پر محرم علی صاحب چشتی۔ چشتی صاحب مرزا سلطان احمد صاحب کے دوست تھے۔ لیکن سلسلہ سے بہت عناد اور تعصب رکھتے تھے۔ لیکن غالباً مرزا سلطان احمد صاحب کی سفارش پر جماعت نے ان کو ووٹ دینے کا فیصلہ کیا۔ جب کانگرسیوں کی طرف سے پتھر پڑے اور گالیاں دی گئیں۔ تو سب ووٹر بھاگ گئے۔ اس وقت سارے الیکشن میں غالباً صرف اسی ووٹ گزرے تھے۔ اور وہ بھی ایسے جو غوغائیوں کے اجتماع سے پہلے وہاں چلے گئے تھے۔ اور جب یہ حالت ہو اس وقت ایک ایک ووٹ بھی بہت بڑی قیمت رکھتا ہے۔ جب کانگرسی سب لوگوں کو ووٹ دینے سے روک رہے تھے۔ شیخ محمد اکرام صاحب بھی اپنا ووٹ محرم علی صاحب چشتی کے حق میں دینے کے لئے گئے تو کانگرسیوں نے انہیں بھی گالیاں دینی شروع کیں۔ اور ان پر پتھر پھینکنے شروع کئے۔ لیکن یہ بڑھتے گئے اور کہتے جاتے تھے کہ مجھے تو

اپنے امام کا حکم

ہے۔ اس لئے میں نے ووٹ ضرور دینا ہے۔ یہ چلے جا رہے تھے۔ کہ ان کے ایک پتھر لگا۔ اور اس پتھر کے لگنے کی وجہ سے خون بہنے لگا۔ لیکن یہ گزرتے چلے گئے۔ اور یہی کہتے گئے کہ مجھے تو اپنے امام کا حکم ہے اس لئے میں نے ضرور جانا ہے۔ آخر پتھر مارنے والوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ یہ احمدی ہے۔ اس نے تو ضرور جانا ہے۔ یہ رکیگا نہیں۔ اسے کچھ نہ کہو۔ اسی بات کا محرم علی صاحب چشتی پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ وہ بعد میں کہا کرتے تھے۔ کہ میں تو اس ایک ووٹ کی وجہ سے احمدیت کا قائل ہو گیا ہوں۔ اور میں مانتا ہوں۔ کہ جو قربانی اس جماعت کے افراد میں پائی جاتی ہے۔ وہ دوسرے لوگوں میں نہیں۔ حتیٰ کہ جب الیکشن پٹیشن ہوئی اور مجھے گواہ کے طور پر بلایا گیا تو انہوں نے عدالت میں میرے سامنے اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ کتنی

حیرت انگیز بات

ہے۔ کہ ایک شخص کو گالیاں دی جائیں۔ پتھر مارے جائیں۔ لیکن وہ یہی کہتا چلا جائے کہ میں نے ووٹ ضرور دینا ہے۔ کیونکہ مجھے میرے امام کا حکم ہے۔ کہ فلاں شخص کو ووٹ دو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ

باہر سے آنے والے دوستوں نے بھی قربانی کی ہے

اور بعض کی قربانی واقعہ میں حیران کُن ہے۔ بعض دوست پونا سے ووٹ دینے کے لئے آئے۔ بعض کراچی اور بمبئی سے ووٹ دینے کے لئے آئے۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ قادیان کے مردوں نے قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش نہیں کیا۔ اگو بعد کے دو دنوں میں اسکی تلافی انہوں نے کی اور

سید محمود اللہ شاہ صاحب اور ان کے عملہ اور طلباء

نے عورتوں کے انتظام میں جس قدر مردوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ اسے پورا کیا جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ لیکن میرے دل پر پہلے دن کے پولنگ کے نقص اور ووٹوں کی تیاری کے نقص کا بہت اثر ہے) شاید لوگ سمجھتے ہوں۔ کہ یہ دنیوی کام ہے۔ اور دنیوی کاموں کے لئے قربانی کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قربانی تو دین کے لئے ہوتی ہے۔ میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ہمارے راستہ میں آج کل قرآن کریم کی آیات پڑھکر روکیں ڈالی جاتی ہیں یا حدیث کے غلط معنے کر کے ہمارے راستہ میں روکیں ڈالی جاتی ہیں۔ ہمارے راستہ میں تو پبلک یا گورنمنٹ کے افسروں کو برانگیختہ کر کے روکیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اور دشمن اپنے منصوبوں کے ذریعے حکومت کے افسروں کو ساتھ ملا کر ہمارے مقاصد سے ہمیں دور رکھنا چاہتے ہیں۔ پس اگر گورنمنٹ میں ہمارے نمائندے موجود ہوں۔ جو ہماری آواز کو بلند کریں۔ تو یہ روکیں کم ہونی شروع ہو جائیں گی۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ آج کل دشمن کس راستہ سے حملہ کرتا ہے۔ جس راستہ سے وہ حملہ کرے اسے مسدود کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آخر وجہ کیا ہے۔ کہ

جو حق گورنمنٹ ہمیں خود دیتی ہے

اس کو نہ لیا جائے۔ قادیان سے بعض محرجین نے ایک اشتہار نکالا ہے۔ جس کے پڑھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی بڑے مخلص احمدی نے اسے شائع کیا ہے۔ اس اشتہار میں انہوں نے یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو سیاست میں حصہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے احمدیوں کو الیکشن میں حصہ نہیں لینا چاہئیے کیونکہ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشا کے خلاف ہے۔ اگر یہ بات درست ہے۔ جو اس میں لکھی گئی ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کل کو خدا تعالےٰ کے فضل سے جب کسی ملک کے سب لوگ احمدی ہو جائیں تو احمدی علماء فتویٰ دیدیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو سیاست میں حصہ لینے سے منع کیا ہوا ہے۔ اس لئے

کوئی احمدی بادشاہ نہیں ہو سکتا

نہ وزیر ہو سکتا ہے۔ نہ کوئی پارلیمنٹ کا ممبر ہو سکتا ہے۔ اس لئے باہر کے کسی ملک سے ہندو یا عیسائی منگوائے جائیں جو اگر احمدیوں کے ملک پر حکومت کریں۔ خود احمدیوں کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہئیے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی منشاء تھا۔

اصل بات یہ ہے

کہ جب حکومت انگریزوں کے ہاتھ میں تھی۔ تو ان کی مرضی تھی۔ کہ وہ کسی کو اس کا کچھ حصہ دیں یا نہ دیں۔ اگر بغیر ان کی رضامندی کے زور اور سختی کے ساتھ مطالبہ کیا جاتا تو ٹکراؤ ہو جاتا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو روکا کہ یہ مناسب نہیں کہ حکومت سے ٹکراؤ پیدا کیا جائے کہ اس سے تبلیغ کی طرف سے توجہ ہٹتی ہے۔ جو ہمارا اصل مقصد ہے۔ لیکن اب صورت حالات اور ہے۔ اب انگریز خود کہتے ہیں۔ کہ حکومت تم سنبھال لو۔ اور جتنا کسی کا کوئی حصہ نکلتا ہے۔ وہ اپنا حصہ ہم سے لے لے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات سے منع فرمایا۔ کہ اگر انگریز تمہیں کوئی چیز دینا بھی چاہیں۔ تو تم لینے سے انکار کر دینا۔ بہرحال پہلے حالات اور آج کے حالات مختلف ہیں۔ اس وقت انگریز کہتے تھے کہ ہم ہندوستان کے حاکم اور بادشاہ ہیں۔ لیکن آج انگریز کہتے ہیں۔ کہ ہندوستانی ہی ہندوستان کے حاکم اور بادشاہ ہیں۔ اور جب صورت حالات یہ ہے۔ تو ہمارا اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرنا سیاست میں حصہ لینا نہیں ہے۔ بلکہ اپنے اس حصہ کو لینے کی کوشش کرنا ہے۔ جس کو دینے کے لئے خود انگریز تیار ہے۔ فرض کرو۔ کہ ملک میں یہ تحریک پیدا ہو جائے کہ گورنمنٹ کی زمینیں چھین لو۔ تو ہم کہیں گے یہ سیاست ہے۔ ہماری جماعت کو اس میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ لیکن اگر گورنمنٹ خود کہے۔ کہ اتنے مربعے ہیں۔ اور یہاں کے لوگ انہیں بانٹ لیں۔ تو ہم اپنا حصہ ضرور لیں گے۔ اس وقت کوئی شخص ہمیں اپنے حق سے محروم نہیں کر سکے گا۔ یا فرض کرو۔

ایک کارخانہ کے مزدور

اس وجہ سے سٹرائک کر دیں۔ کہ کارخانہ کا مالک انہیں روپیہ کی بجائے سوا روپیہ یومیہ مزدوری نہیں دیتا۔ تو ہم احمدیوں کو سٹرائک کرنے سے روکیں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اگر کارخانہ کا مالک خود ہی ان کو روپیہ کی بجائے سوا روپیہ یومیہ مزدوری دینا چاہے۔ تو کوئی احمدی بھی ایسا نہ ہوگا جو انہیں روکے۔ کہ روپیہ کی بجائے سوا روپیہ تم نہ لو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں انگریز ملک پر قابض تھے۔ اور وہ حکومت کا کوئی حصہ بھی ہندوستانیوں کو نہیں دیتے تھے ایسی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیاست میں حصہ لینے سے منع فرمایا۔ کہ تم اپنی توجہ دین کی طرف رکھو۔ اور ان مطالبات کے پیچھے پڑ کر اپنی توجہ دوسری طرف مت پھیرو۔ لیکن اب جبکہ

انگریز خود بلاتے ہیں

کہ آؤ اور اگر اپنا حصہ لے لو۔ تو ہم بھی اپنا حصہ لینے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ اگر اپنا حق جو کہ مل رہا ہو لینے کو سیاست سمجھا جائے تو ایک معترض کہہ سکتا ہے۔ کہ کیا وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مکہ میں جہاد فرض نہ ہوا اور مدینہ آتے ہی آپ پر جہاد فرض ہو گیا۔ اسکا جواب بھی یہی ہے کہ مکہ کے حالات اور تھے۔

اور مدینہ کے حالات اور۔ مکہ میں آپ بطور رعایا کے تھے۔ لیکن مدینہ میں آپ کی حیثیت ایک بادشاہ کی تھی۔ اسی طرح پہلے انگریز یہ کہتے تھے۔ کہ ہندوستان کے حاکم ہم ہیں کسی دوسرے کا یہ کام نہیں۔ کہ ہمارے معاملات میں دخل دے۔ لیکن اب حکومت کا اکثر حصہ انگریزوں نے ہندوستانیوں کو دے دیا ہے۔ پس

ہم تو اپنے حصے کا تصفیہ کر رہے ہیں

اور یہ چیز جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے اور بے شک یہ بظاہر دنیوی نظر آتی ہے لیکن جماعت کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے بہت ہی ضروری چیز ہے۔ پس مردوں کا فرض تھا۔ کہ قربانی کا اعلےٰ نمونہ پیش کرتے۔ لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے اچھا نمونہ پیش نہیں کیا۔ آج ہی بعض کاموں کے لئے میں نے میاں بشیر احمد صاحب کو ایک کام کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے آدمی دن رات کام کرنے کی وجہ سے تھک کر چور ہو چکے ہیں اور سائیکل بھی کوئی نہیں ملتا۔ اس میں شک نہیں کہ

خود میاں بشیر احمد صاحب اور قادیان کے بعض اور دوست

ان کے ساتھ رات کے تین تین بجے تک کام کرتے رہے ہیں۔ اور اگر محلوں کے پریذیڈنٹ بھی ساتھ شامل کر لئے جائیں۔ تو ان سب کی تعداد بیس پچیس کے قریب ہو جاتی ہے لیکن قادیان کی آبادی اس وقت بارہ ہزار کی ہے۔ اتنی آبادی میں سے صرف بیس پچیس آدمیوں کا کام کرنا سب کو بری نہیں کر دیتا۔ بیشک یہ بیس پچیس آدمی ایسے ہونگے جو تھک کر چور ہو گئے ہوں۔ باقی تو سب تر و تازہ ہیں۔ اگر ابھی سب کو قسم دے کر پوچھا جائے کہ جس جس نے الیکشن کے کام میں حصہ لیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ تو دس فیصدی لوگ بھی کھڑے نہیں ہونگے۔ باقی سب لوگ ایسے ہی ہیں۔ جو اپنے کاموں میں مشغول رہے۔ یا دن کو الیکشن کا کام کیا۔ تو رات کو آرام سے سو رہے اس لئے وہ اگر سچے دل کے ساتھ کام کرنا چاہیں۔ تو بخوبی کر سکتے ہیں۔ تھکاوٹ کا عذر ان کی طرف سے پیش نہیں ہو سکتا۔ پس میں دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ

اصل کام آج سے

شروع ہونے والا ہے۔ اور اب وہ دن گیا کہ ہر پنجایت میں دن رات ایک کر کے لوگوں کو یہ سمجھایا جائے۔ کہ تمام امیدواروں میں سے

بہترین امیدوار چودھری فتح محمد صاحب

ہی ہیں۔ ان کے بعد دوسرا مسلم لیگی ممبر ہے لیکن چونکہ اس کی کامیابی کی امید کم ہے۔ اس لئے بلحاظ مسلمان ہونے کے اور مسلمانوں کے صحیح خیالات کی ترجمانی کرنے کے چودھری صاحب سے بہتر امیدوار ان کو کوئی نہیں مل سکتا۔ دوسرے چودھری صاحب زمیندار ہیں۔ اس لئے زمینداروں کے حالات سے وہ سب سے زیادہ آگاہ ہو سکتے ہیں۔ پھر مسلم لیگی ممبر کے ووٹوں میں دو تین ہزار کی کمی ہے۔ جس کو پورا کرنا سخت مشکل امر ہے۔ چودھری صاحب کو اس وقت تک اڑتالیس سو کے قریب ووٹ مل چکے ہیں۔ اور میاں بدر محی الدین صاحب کو تیس سو کے قریب اور لیگی امیدوار کو ساڑھے بائیس سو کے قریب گویا اگر مسلم لیگ والے اپنے ممبر کو کامیاب بنانا چاہیں۔ تو انہیں پچیس ستائیس سو کا فرق پورا کر کے پھر اتنا ہی ووٹ اور حاصل کرنا ہوگا۔ جو ایک امر محال ہے اس لئے لیگ والوں کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ وہ بجائے اپنے آدمی کو کامیاب بنانے کے ایسے آدمی کی مدد کریں۔ جو ان کا ہم خیال ہے اور مسلم لیگ کے مقاصد سے دلچسپی رکھتا ہے لیکن اگر اس کے برخلاف وہ میاں بدر محی الدین صاحب کو کوئی موقعہ کامیاب ہونے کا دیں۔ تو ان سے ضلع کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس سے پہلے بھی وہ ایک عرصہ تک ممبر رہ چکے ہیں۔ مگر انہوں نے اس ضلع کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا پس بجائے اس کے کہ مسلم لیگی لوگ اس فرق کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ انہیں چودھری صاحب کی مدد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ قریباً دو ہزار ووٹ میاں بدر محی الدین صاحب سے زیادہ حاصل کر چکے ہیں۔ اور ان کی

کامیابی کی امید بہت زیادہ

ہے۔ بہ نسبت مسلم لیگی ممبر کے۔ اسی طرح وہ لوگ جن کی ارد گرد کے گاؤں میں جہاں پولنگ ہو رہا ہے واقفیت ہو یا رشتہ داری ہو۔ تو انہیں بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ ووٹ چودھری صاحب کے لئے حاصل کریں۔ پھر دوڑ بھاگ کے لئے

بہت سے سائیکلسٹوں کی ضرورت

ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس وقت بھی قادیان میں ایک ہزار سے زائد سائیکل ہونگے۔ تین چار سال ہوئے کہ میں نے قادیان کے سائیکلوں کا اندازہ کرایا تھا۔ اس وقت قادیان میں سائیکلوں کی تعداد تین چار سو کے قریب تھی۔ پس اگر دوست قومی مفاد کی اہمیت کو سمجھیں تو آج ہی سو آدمی ایسا مل سکتا ہے۔ جو سائیکلوں کے ساتھ مختلف مقامات پر یہ تمام خدمات سرانجام دینے کے لئے چلا جائے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ مما رزقنٰھم ینفقون مومن ہر چیز میں سے

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ

کرتا ہے۔ تاکہ وہ چیز پاک ہو جائے فقہا نے لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی عورت اپنا زیور غریب عورتوں کو پہننے کے لئے دیتی رہے۔ تو اس زیور پر زکوٰۃ واجب نہیں اس کا غریبوں کو دینا ہی زکوٰۃ ہے۔ یا جو شخص اپنا سواری کا گھوڑا کسی غریب کو سواری کے لئے دیتا رہے۔ یا خدا کی راہ میں اس پر سفر کرتا رہے۔ وہی اس کے مال کو پاک کرنے کا موجب ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے روپے میں سے غریبوں کو کچھ حصہ دیتا ہے وہ روپے کو پاک کرتا ہے۔ کیا تم باقی سب چیزوں کو تو پاکیزہ اور حلال رکھنا پسند کرتے ہو۔ لیکن سائیکل کو پاک کرنے کی تمہیں ضرورت نہیں۔ اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ تمہاری روٹی حلال ہو۔ تمہارا روپیہ حلال ہو۔ تمہارا کپڑا حلال اور پاکیزہ ہو۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ تم اپنے سائیکل کا حلال اور پاکیزہ ہونا پسند نہیں کرتے۔ سائیکل کی زکوٰۃ یہی ہے۔ کہ اسے بوقت ضرورت دینی اور ملی خدمات کے لئے دیا جائے۔ لیکن اگر تم ایسا نہیں کرتے تو یقیناً سمجھ لو۔ کہ جتنی دیر تم اس سائیکل پر سوار ہوگے۔ تم ایک حرام چیز سے کام لے رہے ہوگے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان باقی چار پانچ دنوں میں

بے انتہا آدمیوں کی ضرورت

ہے۔ اگر اس وقت قربانی نہ کی گئی تو جماعت کو بہت بڑی ندامت کا سامنا ہوگا۔ ہمیں سائیکلوں کی ضرورت ہے۔ اور سائیکل سواروں کی ضرورت ہے۔ اور جن کے پاس سائیکل نہ ہوں۔ لیکن ان کی قوم کے آدمی ان علاقوں میں ہوں۔ جن میں پولنگ ہو رہا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہوں۔ کہ وہ اپنی قوم کے آدمیوں پر اثر ڈال لینگے۔ تو انہیں بھی اپنے نام پیش کرنے چاہئیں۔ میں اس معاملہ میں کسی کو حکم نہیں دیتا۔ صرف اہمیت بیان کرنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اور ان امور کی اہمیت بیان کرنا میرا فرض ہے۔ ابھی سری گوبند پور۔ فتحگڑھ چوڑیاں۔ اور ڈیرہ بابا نانک میں پولنگ باقی ہے۔ جن دوستوں کی وہاں رشتہ داریاں ہوں انہیں بھی اپنے نام اطلاع دینی چاہئے۔ یا ایسے لوگ جو سمجھتے ہوں۔ کہ ہمارے اندر یہ ملکہ ہے۔ کہ ہم لوگوں پر اثر ڈال لیں گے اور انہیں اپنی بات منوا لیں گے۔ ان کو بھی اپنے نام لکھوا دینے چاہئیں۔

عورتوں سے تو پہلے ہی تم پھسڈی نکلے

ہو۔ اب کوشش کر کے ان کے برابر تو ہو جاؤ۔ امیر تیمور نے ایکدفعہ مولویوں کو عورتوں سے پیچھے جگہ دی۔ جب انہوں نے کچھ کہنا چاہا۔ تو اس نے کہا۔ کہ تم عورتوں سے بھی پیچھے ہو چکے ہو۔ اس لئے تمہیں جگہ بھی ان سے پیچھے ہی ملے گی۔ اسی طرح تم بھی اب عورتوں سے پیچھے رہ چکے ہو کوشش کرو کہ ان دنوں میں اس کمی کو پورا کر کے ان کے برابر ہی ہو جاؤ کیونکہ الفضل للمتقدم فضیلت تو تقدم حاصل کرنے والے کو ہوتی ہے۔ عورتوں نے الیکشن میں قربانی کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ اس بات کی مستحق ہیں کہ ان کے

اس ذکر کو ہمیشہ تازہ رکھا جائے

اور بار بار جماعت کے سامنے اس واقعہ کو لایا جائے۔ انہوں نے بے نظیر قربانی اور نہایت اعلےٰ درجہ کی جان نثاری کا ثبوت دے کر ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ مردوں سے قومی کاموں میں آگے نکل گئی ہیں۔ مردوں کو میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ قومی کاموں میں سست ہیں۔ اور قومی قربانی کے مفہوم کو پورے طور پر نہیں سمجھتے۔ دین کے لئے قربانی کا ذکر آئے تو وہ اس کے لئے تیار نظر آتے ہیں۔ لیکن

قومی مفاد کو برقرار رکھنے کیلئے

اگر کسی قربانی کا مطالبہ کیا جائے تو اس کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے۔ لوگوں کی اسی ذہنیت کی وجہ سے گورنمنٹ نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ کوئی شخص خدا کے غضب سے ڈرا کر ووٹ حاصل نہیں کر سکتا۔ دوسرے مسلمانوں کو دیکھ لو۔

ان کو خدا تعالےٰ کے غضب اور دوزخ اور جہنم سے ڈرایا جائے۔ تو کس قدر ان میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اچھے کام کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن قومی مفاد کا نام لے کر ہزار شور مچاؤ۔ ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ کہ قوم تباہ ہو یا باقی رہے۔ قوم غلام بنے یا آزاد رہے۔ حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں جائے یا عیسائیوں کے ہاتھ میں۔ ملک کو نقصان ہو۔ تو بے شک ہو۔ وہ ٹس سے مس نہیں ہونگے۔ لیکن جب ان کو کہا جائے۔ کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں جہنم میں ڈالے گا۔ تو فوراً چوکس ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اب ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ حالانکہ دنیا میں ہزاروں کام ایسے ہیں۔ جو دوزخ کے ڈر سے ہی نہیں کئے جاتے۔ بلکہ کئی اور باتیں ان کاموں کی محرک ہوتی ہیں۔ کیا تمہیں روزانہ یہ نظارہ نظر نہیں آتا۔ کہ تم

دن میں بیسیوں کام

کرتے ہو۔ کوئی کام خدا تعالےٰ کو خوش کرنے کے لئے کرتے ہو۔ کوئی کام ماں باپ کو خوش کرنے کے لئے کرتے ہو۔ کوئی کام بیوی کو خوش کرنے کے لئے کرتے ہو۔ اور کوئی کام رشتہ داروں کو خوش کرنے کے لئے کرتے ہو۔ اسی طرح ہر شخص اپنے تعلق والوں کو خوش کرنے کے لئے مختلف قسم کے کام کرتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ جبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیھا۔ انسان کے قلب میں اپنے محسن کے لئے محبت ڈال دی گئی ہے۔ کوئی شخص خدا تعالیٰ کو اپنا محسن سمجھ کر اس سے محبت کرتا ہے۔ کوئی رسول کو اپنا محسن سمجھ کر اس سے محبت کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں کیوں نہ اس سے محبت کروں۔ خدا تعالیٰ کے رسول نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں کیوں نہ اس سے محبت کروں۔ میرے ماں باپ نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں کیوں نہ اسکی مدد کروں۔ میری ماں نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں کیوں نہ اسکی مدد کروں میری بہن نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں کیوں نہ اس کی مدد کروں۔ میرے دوستوں نے مجھ پر احسانات کئے ہیں۔ میں کیوں نہ ان کی مدد کروں۔ غرض مختلف قسم کے احسانات کی وجہ سے وہ ان کی مدد کرتا ہے۔ وہ یہ خدمتیں اور مددیں دوزخ سے بچنے کے لئے نہیں کرتا۔ تم دن اور رات میں جتنے کام کرتے ہو۔ اگر ان کو گننا شروع کرو۔ تو دوزخ کے خوف کی وجہ سے تم نے زیادہ سے زیادہ آٹھ دس کام ہی کئے ہونگے اور دوسرے تعلقات کی وجہ سے بہت زیادہ کئے ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی فرماتے ہیں۔ بعض کام مستحب ہوتے ہیں۔ اور بعض مباح مثلاً اگر تم نے

کالا کوٹ

نہ پہنا۔ اگر سبز کوٹ نہ پہنا۔ اگر زرد کوٹ نہ پہنا۔ تو کیا تمہیں ان کے نہ پہننے کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اگر نہیں۔ تو پھر جب تم بازاروں میں پھرتے ہوئے کبھی ایک دوکان پر جاتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ کالے رنگ کا کپڑا کوٹ کے لئے چاہیئے۔ اور جب وہاں سے نہیں ملتا۔ تو دوسری دوکان پر جا کر پھر یہی کہتے ہو۔ کہ کالے رنگ کا کپڑا چاہیئے۔ اور جب یہاں سے بھی نہیں ملتا۔ تو پھر تیسری دوکان پر جاتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ کالے رنگ کا کپڑا چاہیئے۔ تو کس غرض سے مختلف دوکانوں کا چکر کاٹتے ہو۔ صرف اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے یا تمہاری بیوی کہتی ہے۔ کہ مجھے

پھول دار کپڑا یا نینون کا دوپٹہ

چاہیئے۔ اور تم سارے بازار میں پھول دار کپڑا اور نینون کا دوپٹہ ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ کیا اگر تمہاری بیوی یہ کپڑے نہ پہنے۔ تو خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا۔ یا کیا تم اپنی بیوی کو جہنم سے بچانے کے لئے یہ کپڑے خریدتے ہو۔ نہیں بلکہ اس لئے خریدتے ہو۔ کہ یہ تمہاری بیوی کی خواہش ہے۔ اور اسی خواہش کو پورا کرنے کے لئے تم ہر دوکان پر پھرتے ہو۔ اور ان کپڑوں کو تلاش کرتے ہو۔ پھر کبھی تمہارا بچہ کہتا ہے۔ کہ مجھے

فلاں قسم کی مٹھائی

چاہیئے۔ اور تم اسی قسم کی مٹھائی خریدنے کے لئے بازار میں جاتے ہو۔ تم اس لئے تو مٹھائی خریدنے نہیں جاتے۔ کہ اگر نہ خریدی تو خدا اور رسول ناراض ہوگا۔ بلکہ اس لئے کہ تمہارے بچے نے خواہش کی تھی۔ اگر تم بچوں کے لئے قربانی کرتے ہو۔ اگر تم بھائیوں اور بہنوں کے لئے قربانی کرتے ہو۔ اگر تم ہمسایوں کے لئے قربانی کرتے ہو۔ اگر تم اپنے ماں باپ کے لئے قربانی کرتے ہو۔ اگر تم اپنے دوستوں کے لئے قربانی کرتے ہو۔ تو اس سے بڑھ کر تمہیں

قوم کے لئے قربانی

کرنی چاہیئے۔ یہ قربانیاں ادنیٰ ہیں۔ اور قوم کے لئے قربانی اعلیٰ ہے۔ بے شک سب سے بڑی قربانی خدا اور رسول کے لئے ہے۔ مگر یہاں خدا اور رسول راستے میں حائل نہیں۔ یہ تو خدا اور اس کا رسول نہیں کہتا۔ کہ اگر کام کیا۔ تو دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ جہاں خدا اور رسول کچھ نہیں کہتے۔ وہاں قومی کام سب سے مقدم ہوتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ جو چاہو کرو۔ اور جس میں فائدہ ہے کرو۔ تو پھر جس کام میں قومی فائدہ ہو۔ وہ ہمیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا اور رسول اسکے راستہ میں حائل نہیں۔ پس میں دوستوں کو وقت پر اطلاع دیتا ہوں۔ آج آٹھ تاریخ ہے۔ اور تیرہ تاریخ تک ووٹنگ ہوگا۔ پانچ دن باقی ہیں۔ آج کا دن تو ضائع ہو گیا۔ مگر ابھی وقت ہے۔ اب اس میں

ایک منٹ بھی کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے

جن جن دوستوں کے دلوں میں خدمت کا جوش ہے۔ وہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ اور جن جن کو خدا تعالےٰ نے توفیق دی ہے۔ اور ان کے پاس سائیکلیں ہیں۔ وہ اپنے سائیکل پیش کریں۔ اور اگر کوئی اور سواری مثلاً گھوڑا وغیرہ ان کے پاس ہے۔ تو اسے پیش کریں۔ تا آدمیوں اور سواروں کی جو کمی ہے۔ وہ پوری ہو جائے۔

قدرت کا شہ کار

پڑا ہے قادیاں میں اکمل بیمار برسوں سے ۔ پئے دید جمال دلفروز یار۔ برسوں سے

غریب شہر افتادہ ہے۔ دہلیز مبارک پر ۔ بہ امید حصول دولت دیدار برسوں سے

بہ فیض ساقی کوثر نظر آباد آتا ہے ۔ جو اک ویرانہ سا تھا خانۂ خمار برسوں سے

افق پر ہم نے پہلی رات دیکھا چاند نبیوں کا ۔ اسے ہم جانتے آئے ہیں پُر انوار برسوں سے

نظر آتے تھے ان کے حسن عالمتاب کے جلوے ۔ مگر ہے اور ہی کچھ بات اب دو چار برسوں سے

مقام حمد سے ظاہر ہوا ہے اب خلافت میں ۔ جو تھا زیر بنا۔ قدرت کا اک شہ کار برسوں سے

وہ آئیں لابہ اٹھائیں درشن شوق سے پائیں ۔ جنہیں تھا انتظار نہہ کلنک اوتار برسوں سے

اسیروں کا رہائی دینے والا آگیا خوش ہوں ۔ جو کہتے آرہے تھے سخت تیا چار برسوں سے

میں سب کچھ بھول جاؤں پھر جدھر دیکھوں وہی پاؤں ۔ تقاضا کر رہا ہے رنگ حسن یار برسوں سے

مٹا کر اپنی ہستی۔ خاک کوئے یار ہو جاؤں ۔ یہ ہے معراج عشق طرۂ طرار برسوں سے

در اندازی عدوئے قوم کی ناکام جائیگی ۔ کہ میرا ان کا آپس کا تو ہے یہ پیار برسوں سے

جناب شیخ میری مخلصی کے ہونگے کیا ضامن ۔ کہ ہے رہن ان کا اپنا جبہ و دستار برسوں سے

رہ دلدار میں ہر گام پر سجدہ اسی کا ہے ۔ تڑپ تبلیغ کی رکھتا ہو جو دیندار برسوں سے

بنا رکھا ہے دستور العمل اپنا تو اکمل نے

اصول دست درکارے و دل بایار برسوں سے

مقام محمود ——— اور ——— مصلح موعود

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ومن الليل فتهجد به نافلة لك. عسى ان يبعثك ربك مقاماً محموداً یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مقام محمود مقدر و مقرر ہے۔ جب کہ اس جاہ و جلال کے نبی سید المرسلین کی دنیا میں بھی بدرجہ کمال مدح و ستائش ہوگی۔ اور عقبیٰ کے میدان حشر میں بھی آپ کو شفاعت کا اعزاز حاصل ہوگا شفاعت شفع سے نکلا ہے یعنی حضور انور کے اوصاف حمیدہ کو جذب کر کے آپ کا جوڑا بننے والے اکثر مومنین ہوں گے۔ اس مقام کے حصول کے لئے ایک تو ذاتی و انفرادی طور پر جدّ و جہد کی ضرورت ہے۔ جس کو مختصراً تہجّد سے تعبیر کیا۔ اور سورۂ مزمل میں تفصیل کے ساتھ فرمایا کہ راتوں کو اٹھ کر ورتل القرآن ترتیلا کے ارشاد کی تعمیل اس میں صرف زبانی پڑھنا ہی نہیں۔ بلکہ تدبّر ضروری ہے۔ اور ان تمام ہدایات کی پیروی جو قرآن مجید کی آیات میں نازل کی گئیں۔ اور اس کے ذریعہ مقام محمود کے لئے حالات کو مشرق و مغرب میں قریب لانے کا عزم جس میں دعا بھی شامل ہے۔

دوم سورۂ مدثر میں فرمایا۔ کہ کپڑا اوڑھ کر آرام سے لیٹنا اور سستانا چھوڑ کر کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کی بڑائی بیان کرو۔ اور اسے خوب پھیلاؤ یعنی اشاعت توحید و اسلام۔ اول اپنے نفس کی اصلاح کے بعد اپنے اقربا و احباء اور نزدیک کے ہمسایوں کی اصلاح اور دعوت الی الفلاح پھر ساری دنیا کو غیر اللہ کی پرستش کی نجاست سے نجات دلائی جائے خوب مضبوطی اور استقلال سے۔ یہانتک کہ تمام اقوام میں ایک حشر برپا ہو جائے اور بگل بجے۔ اس مقابلہ میں توحید کا علمبردار صبر و اصطبار سے کام لے۔ اور جو آوازے مختلف اطراف سے اس پر کسے جائیں۔ ان سے ہرگز متاثر نہ ہو۔ اور تبلیغ و اشاعت قرآن میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دے۔ بلکہ اس کے لئے جو

انیس[19] دروازے ہیں (دیکھو تحریک جدید) ان کی برابر حفاظت کئے جائے۔ کہ آخر فتح حق کی ہے۔ جاء الحق وزهق الباطل۔ ان الباطل كان زهوقاً۔

اس تبلیغ کی صورت کا اذان کے ذریعہ بھی ہر روز پانچ بار اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی کبریائی بیان ہو۔ اس کے رسول کریم کی صداقت کا اعلان ہو۔ اور مومنوں کو خدا تعالےٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی اطاعت کے لئے مدعو کیا جائے تا وہ فلاح پائیں۔ جس میں دنیا و آخرۃ کی کامیابی اور اپنے رب کے حضور باریابی ہے۔ اور اسی ذریعہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام محمود دنیا پر روشن ہوگا۔ چنانچہ اذان کی دعا ہے اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة آتِ محمدن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاماً محمودا ن الذی وعدته وارزقنا شفاعته دیکھئے اس میں صاف طور سے بتا دیا ہے۔ کہ مقام محمود کا وصول اور اس سے فیوض کا حصول کیونکر ہوگا۔ حضور انور کی بعثت کا پہلا دور تو تکمیل ہدایت کے لئے تھا۔ اور دوسرا ج لیظهره على الدين كله کا زمانہ ہے تکمیل اشاعت اور ہدایت کے لئے۔ جس کے لئے مفسرین بھی لکھتے ہیں۔ کہ وہ مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ جو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مظہر اکمل ہوگا۔

وہ ایمان کو ثریا سے واپس لائیگا۔ اور دنیا میں قرآن مجید کی تعلیم کو پھیلائے گا۔ اور اس وقت اس بات پر تعجب نہیں ہوگا۔ کہ سید المرسلین مقام محمود پر فائز سب اہل بصارت و بصیرت کو نظر آئیں گے۔ چنانچہ آپ پر وحی نازل ہوئی اُریک زلزلة الساعة یعنی میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤں گا جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونۂ قیامت ہوگا۔ (۹ اپریل ۱۹۰۶ء) اُریک سے مطلب حسب محاورہ لغت عرب اس کا

بالیقین واقع ہونا ہے۔ چنانچہ اسی کے ساتھ فرمایا۔ یستنبئونك احق هو قل ای وربی انه لحق کہ ضرور یہ ہو کر رہے گا۔ اور اب اس کے ہم اور آپ ساری دنیا کے لوگ گواہ ہیں۔ کہ یہ نمونہ قیامت زلزلہ عالمگیر جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اسے بطور نشان بتلا کر ارشاد ہوتا ہے نصر من اللہ وفتح قریب اراد اللہ ان یبعثك مقاماً محموداً۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت اور فتح کے دن قریب آئے جانو۔ کیونکہ اس نے ارادہ فرمایا۔ کہ آپ کو مقام محمود میں اٹھایا جائے۔ اور دکھایا جائے۔ کہ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله کہ ہدایت اور دین الحق کو لانے والا رسول صادق و مصدوق اور مقام محمود پر فائز المرام ہے۔ اسی کے ذریعہ تمام ادیان پر غلبہ کلی ہوگا۔

یہاں حضرت خاتم النبیینؐ اور سیدنا مسیح موعودؑ کو مقام جمع میں ایک کر کے دکھایا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک غلطی کے ازالہ میں میرے آقا نے نامدار امام کامگار نے فرمایا ہے:۔ ”بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“

اب آپ یہ دیکھیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میں تو تخم ریزی کے لئے آیا ہوں۔ اس کھیتی کی نگہداشت کے لئے کچھ اور وجود ہوں گے جن میں سے کالبدر فی النجوم حضرت مصلح موعود کا وجود باجود ہے۔ جس کی بشارت آپ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو دی گئی۔ اور جس کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا دکھایا گیا۔ جس میں یہ اشارہ تھا۔ کہ امت اسلامیہ کی امامت کا شرف۔ اسی مبارک انسان کو ملنے والا ہے۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا وہ نور ہے جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ وہ زمین کے

کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ باہر آئیں گے۔ اور دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ یعنی آپ کے مساعی جمیلہ سے اکناف عالم میں قرآن۔ اور قرآن کے لانے والے سید الانس والجان کا مقام روشن سے روشن تر ہوگا۔ اور اقوام عالم یہ تسلیم کریں گی کہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود پر فائز ہیں۔ اس میں تلمیحاً آپ کا نام بھی بتلا دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے سورہ صف کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں (سیدنا) حضرت مرزا صاحب کا نام بتایا تو نوراللہ اور واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون میں آپ کے خلیفہ کے نام کا ایما بھی ہے۔ اسی طرح عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً میں بتایا گیا ہے کہ محمود نام مصلح موعود کے ذریعے یہ مقام بلند نمایاں ہوگا۔ جبھی مکاشفے میں آپ کی زبان حق ترجمان پر حضور ختمی مرتبت علیہ التحیۃ نے انا محمد رسول اللہ کا اعلان فرمایا۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

آنریری کارکن کی ضرورت

مکرم الحاج بابو سراج الدین صاحب معاون ناظر ضیافت جو چودہ سال تک نظارت ضیافت میں آنریری خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔ اب بوجہ پیری ریٹائر ہو رہے ہیں۔ ان کی جگہ نظارت ضیافت میں ایک ایسے دوست کی ضرورت ہے جو تبلیغی ملکہ کے علاوہ معاملہ فہم حساب دان۔ مہمان نواز۔ حلیم و بردبار۔ با اثر اور منتظم ہوں۔ ایسے پنشنر اصحاب جو قادیان میں رہ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے پہلے ادارہ میں کام کرنے کے خواہشمند ہوں۔ ان کیلئے سنہری موقعہ ہے۔

خاکسار قاضی عبداللہ ناظر ضیافت

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شاندار نمونہ

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری تاریخ ۲۸ فروری ہے

بہ توفیقِ الٰہی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر فرد تحریک جدید کے مالی اور روحانی جہاد میں ایسا نمایاں اور غیر معمولی حصہ لیتا ہے۔ کہ جو ہر احمدی کے لئے قابل تقلید نمونہ کا کام دیتا ہے۔ اس سے پیشتر خاندان کے ممبروں کی ایک فہرست شائع ہو چکی ہے (۱) اب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا وعدہ موصول ہوا ہے آپ اس وقت طالب علم ہیں۔ مگر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ اور حضور کے دوسرے ارشادات پڑھ کر آپ نے اپنے گیارھویں سال کے وعدہ ۲۵/۴ پر بارھویں سال کا وعدہ ۷۱/- روپے فرمایا۔ جو گذشتہ سال کے وعدہ سے باوجود طالب علمی کے ڈبل سے بھی زیادہ ہے۔ طالب علموں کو اپنے اخراجات میں کفایت شعاری کر کے تحریک جدید کے جہاد میں نمایاں حصہ لینا چاہیئے۔ جب کہ صاحبزادہ صاحب کا قابل تعریف نمونہ انہیں سبق دے رہا ہے۔

(۲) مکرمی مرزا عزیز احمد صاحب پنشن پر ہیں۔ مگر اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت اور تبلیغ اسلام کی اہم اور فوری ضروریات کے پیش نظر اپنی ملازمت والی رقم میں کسی قسم کی کمی نہیں فرماتے ہیں۔ بلکہ اس میں اضافہ کر کے بارھویں سال کا وعدہ ۶۱۹/- کا فرماتے ہیں۔ بیشتر احباب اور دوسرے دوست جنہوں نے اپنے چندوں میں معمولی اضافہ کیا ہے۔ باوجود ان کی آمد معقول ہے۔ انہیں صاحب موصوف کی اس مثال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غیر معمولی اضافہ کر کے آگے بڑھنا چاہیئے۔

(۳) صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا وعدہ گیارھویں سال میں ۱۵۰/- تھا۔ اب بارھویں سال کا ۴۰۰/- ہے۔ جو گذشتہ سال سے ڈبل ہے۔

تحریک جدید کے مخلصین کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ موجودہ حالات اور موجودہ اخراجات کا شدید تقاضا ہے۔ کہ تحریک جدید کے جہاد میں احباب کرام بے دریغ قربانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کریں۔ جیسا کہ فرمایا!

ہماری جماعت کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ہم جن کام کیلئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ وہ کام بے دریغ قربانی چاہتا ہے۔ جب تک ہم بے دریغ قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اسلام اپنے حق کو واپس نہیں لے سکتا۔ جو غیروں کے پاس جا چکا ہے۔ پس ہم تھوڑے سے لوگ جو اتنے بڑے کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ جب تک اپنی طاقتوں کو مجنونوں کی طرح نہ لگائیں اور دیوانوں کی طرح ہر ایک قربانی کے لئے تیار نہ ہوں۔ اس وقت تک یہ کام ہمارے ہاتھوں سے ہونا مشکل ہے۔ پس اول آپ بارھویں سال کا وعدہ اپنی حیثیت سے بھی بڑھ کر عطا فرماویں۔ دوم آپ دفتر دوم کے وعدوں کی فہرست بھی جلد بھجوائیں۔ دفتر دوم کے وہ مجاہدین جو گذشتہ سالوں میں کسی وجہ سے حصہ نہ لے سکے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخش دی ہے۔ انہیں معلوم ہو کہ اگر کوئی شخص ایک ماہ کی آمد نہ دے سکے۔ تو اپنی ایک ماہ کی آمد کا ۱/۲ حصہ یا ۱/۳ حصہ بھی شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن اول تو پوری ایک ماہ کی آمد دینا چاہیئے۔ اگر توفیق نہ ہو۔ تو ۱/۲ یا ۱/۳ حصہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ بھی یاد رہے۔ کہ وعدہ کی آخری تاریخ الیکشن کی وجہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ فروری مقرر فرما دی ہے۔ پس آپ ۲۸ فروری سے قبل اپنا وعدہ پیش کریں۔ یا زیادہ سے زیادہ ۲۸ فروری یا یکم مارچ کو اپنے مقامی ڈاکخانہ میں وعدہ کی چٹھی ڈالدیں۔ جو مرکز میں خواہ کسی تاریخ کو پہنچے۔ ایسے وعدے حضور قبول فرمالیں گے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خان فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

تقرر امیر جماعت احمدیہ سرگودہا

مقامی جماعت احمدیہ سرگودہا کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چوہدری فضل احمد صاحب کی تبدیلی پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بابو غلام رسول صاحب پوسٹل کلرک سرگودہا کو ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء تک اس جماعت کے لئے امیر مقرر فرمایا ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

بیرونی ممالک میں مدرسین کی ضرورت

"بیرونی ممالک میں ٹرینڈ استادوں کی ضرورت ہے۔ جو B.T ہوں یا S.A.V وقف زندگی ہونا شرط نہیں۔ جو احباب جانے کے خواہشمند ہوں۔ وہ فوراً اپنے ناموں سے بمعہ کوائف ہمیں اطلاع دیں۔ تنخواہیں معقول ہیں۔ تبلیغ کے مواقع بھی میسر آئیں گے دوستوں کو اپنے خرچ پر جانا ہوگا۔ ہاں ان کے لئے ہر قسم کی دیگر امداد بذریعہ دفتر تحریک جدید مہیا کی جائے گی۔ (انچارج تحریک جدید)

واقفین کی فوج کی ضرورت!

میٹرک پاس یا اس سے زیادہ تعلیم یافتہ۔ تبلیغ کا شوق اور تجارت کا مذاق رکھنے والے۔ مولوی فاضل یا عربی جاننے والے۔ نوجوان بہت جلد واقفین کی فوج میں شامل ہونے کے لئے اپنی درخواستیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجدیں۔ (انچارج تحریک جدید)

بیرونی ممالک کیلئے مبلغین کی ضرورت

میٹرک پاس۔ قرآن مجید با ترجمہ جاننے والے۔ کچھ حدیث شریف جاننے والے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھے ہوئے نوجوانوں کی یا مولوی فاضل یا مولوی فاضل تک کی تعلیم کا معیار رکھنے والے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ تا انہیں تبلیغی ٹریننگ دیکر بہت جلد غیر ممالک کیلئے بطور مبلغ تیار کیا جائے۔ خدمت دین کا ایک نادر موقعہ ہے۔ بیرونی ممالک کیلئے ان دنوں مبلغوں کی کافی مانگ آ رہی ہے۔ اس لئے نوجوان سلسلہ اپنی زندگیاں اس مقصد کے لئے وقف کریں۔

(انچارج تحریک جدید)

تبلیغ کے متعلق ضروری تجاویز جلد ارسال کریں!

جن احباب جماعت کے ذہن میں ایسی تجاویز ہوں۔ جو تبلیغ احمدیت کیلئے مفید اور موثر ہو سکتی ہیں۔ اور جنکو عمل میں لانے سے احمدیت کی اشاعت میں نمایاں کامیابی ہو سکتی ہے۔ وہ براہ مہربانی جلد سے جلد مفصل طور پر تحریر کر کے ارسال فرمائیں۔ تاکہ ان میں سے جنہیں مجلس مشاورت میں پیش کرنے کی ضرورت سمجھی جائے۔ انہیں پیش کیا جائے

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

سوانح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

سوانح حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ مصنفہ آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے۔سی۔ایس۔آئی۔ایل۔ایل ڈی بیرسٹر ایٹ لاء جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا انگریزی اور اردو میں دفتر نشر و اشاعت قادیان سے طلب فرمائیں۔ قیمت انگریزی ۱۵ صرف اردو غیر مجلد ۸ مجلد اعلیٰ کاغذ ۸

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا جائے نہ ایڈیٹر کو

عکہ بہائیت کا مرکز = ایک قبر چند دیر چند کتابیں ایک چارپائی ایک رجسٹر تھا

از مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی بی۔اے

میں فلسطین کے قیام کے دوران میں کبابیر سے حیفا جاتے ہوئے جب کبھی بہائیوں کے زعیم شوقی آفندی کے گھر کے پاس سے گذرتا۔ دل میں خواہش پیدا ہوتی کہ ان سے ملاقات کر کے حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچاؤں لیکن افسوس کہ قریباً تین ماہ کے قیام کے دوران میں یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ شوقی صاحب کو اگر یہ معلوم ہو جاتا۔ کہ ملاقات کرنے والا احمدی ہے۔ تو گھر میں ہوتے ہوئے ملاقات سے انکار کر دیتے۔ اور اگر کبھی بادل ناخواستہ ملاقات کی اجازت دے ہی دیتے تو احمدیت کے موضوع پر بات سنتے ہی فرصت نہ ہونے کا بہانہ کر کے معذرت چاہتے۔ اخی المکرم مولوی محمد شریف صاحب کو اس بات کا خوب تجربہ ہے۔

شوقی صاحب کی اس کیفیت کے مدنظر میں نے سوچا۔ کہ ان سے ملاقات تو ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن ان کے مرکز عکا کو دیکھنا تو ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ دیکھیں تو سہی کہ آخر یہ مرکز ترقی کے کس زینہ پر ہے عکا بہائیت کا مرکز ہونے کی وجہ سے میرے لئے دلچسپی رکھتا تھا۔ بیت المقدس اور اس کے ماحول میں مختلف تاریخی مقامات کا دیکھنا اگرچہ فلسطین کو تاریخی نظر سے دیکھنے کا ایک اہم جزو ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ فلسطین میں سے گذرتے ہوئے اگر عکا نہ دیکھا جائے۔ تو فلسطین میں سے گذرنا بیکار ہے۔ چنانچہ ۱۲ مارچ کو عکا دیکھنے کا فیصلہ کر کے ہم کبابیر سے چل پڑے۔ میرے ساتھ نائیجیریا کے سفر کے رفیقوں کے علاوہ کبابیر کے ایک احمدی نوجوان دوست اور چوہدری محمد شریف صاحب بھی تھے۔ حیفا سے لاری میں بیٹھے کہ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد ہم عکا پہنچے۔ ہزاروں سال کا پرانا شہر۔ تنگ و تار گلیاں۔ مسقوف بازار۔ بعض دیواروں پر دھوئیں کے آثار گویا سینکڑوں سالوں سے یہ دیواریں کالی چلی آتی ہیں۔ وہ قید خانہ جس میں کہا جاتا ہے کہ بہاء اللہ کو بغاوت کے الزام میں قید کیا گیا تھا۔ ایک طرف تا شہر کی دیواروں سے بحر ابیض متوسط ٹکراتا ہوا۔ یہ سب عکا کی یادگاریں ہیں۔ یہاں کے لوگ مذہب سے بیگانہ حقیقت پر غور کرنے کی صلاحیت سے عاری۔ دنیاوی دھندوں میں اسطرح مشغول ہیں۔ کہ گویا دنیا ہی ان کا مقصود ازلی ہے۔

عکا میں بہائیت کا کوئی نام و نشان تک نہیں لکا دکا بہائی ہوں بھی۔ تو کالعدم کا حکم رکھتے ہیں پھر آخر عکا کو بہائیت کا مرکز کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے تین میل کے فاصلہ پر حدیقۃ البہجۃ کے پہلو میں ایک چھوٹا سا مکان ہے جسے قصر بہجہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس مکان میں بہاء اللہ نے اپنی زندگی کے چند ایام گذارے اور وفات کے بعد اس میں دفن کیا گیا تھا۔ گویا یوں کہا جا سکتا ہے کہ قصر بہجہ میں بہاء اللہ کا مزار ہونے کی وجہ سے عکا کو بہائیت کا مرکز تصور کیا جاتا ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ چونکہ عکا کے قید خانہ میں بہاء اللہ نے قید کے دن کاٹے۔ اس لئے عکا کو بہائیت کا مرکز سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ بہائیوں کے موجودہ زعیم صاحب حیفا میں مقیم ہیں۔ عکا میں بہائیت کے نام و نشان کی بے سود تلاش کے بعد بہجہ کا رخ کیا۔ وہاں جا کر دروازہ پر دستک دی۔ ایک نوجوان باہر آیا "دوسری جانب جائیے۔ وہاں مالی پھلواڑی کو پانی دے رہا ہے۔ اس سے کہئے جو کچھ کہنا ہے"

یہ تھا ہمارے السلام علیکم کا جواب۔

مالی نے جب ہمیں اپنی طرف آتے دیکھا۔ تو اپنے کام میں اور بھی زیادہ منہمک ہو گیا۔ اس کے قریب جا کر ہم نے السلام علیکم کہا۔ مالی نے دزدیدہ نگاہوں سے ہماری طرف دیکھا۔ اور خاموشی سے اپنے کام میں مصروف رہا۔ پھر ہم نے اس سے درخواست کی کہ بہاء اللہ کا مزار دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس نے کچھ التفات نہ کیا اور بدستور اپنے کام میں مصروف رہا

کچھ دیر تک ہم خاموش کھڑے رہے۔ پھر اس نے دزدیدہ نگاہوں سے ہماری طرف دیکھا۔ اور کہا۔ "کیا چاہئیے آپ کو؟" گویا ابھی تک اس نے یہ بھی نہ سنا تھا کہ ہم اس سے کیا چاہتے ہیں۔

"بہاء اللہ صاحب کا مزار اور قصر بہجہ کے دوسرے حصے دیکھنے آئے ہیں۔"

اپنا کام چھوڑ کر خاموشی سے وہ ہمارے ساتھ ہو لیا۔ دروازے سے کچھ دور جوتیاں اتار دینے اور اپنی چھڑیاں رکھ دینے کے لئے ہم سے کہہ کر اس نے دروازہ کھولا۔ اور آہستگی سے ہمیں بلایا۔ اب ہم مکان کے ایک چھوٹے سے صحن میں تھے۔ ہم نے اس سے بات کرنی چاہی۔ لیکن انگلی کے اشارے سے اس نے ہمیں بتایا۔ کہ بہاء اللہ کے مزار کی تقدیس کے لئے ہمیں خاموش رہنا چاہئیے۔ اتنی دیر میں اس نے قبر کو جھک کر سجدہ کیا۔ اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا قبر زمین سے ہموار۔ اور مختلف اشیاء سے مزین تھی۔ چاروں طرف خوش نما فانوس ہوا میں لٹک رہے تھے۔ یہ سب کچھ ایک چھوٹے سے کمرہ میں تھا۔ جس کی چوکھٹ پر ایک کتاب پڑی تھی کہتے ہیں یہ ان کی شریعت کی کتاب ہے۔

اس کمرہ کے پہلو میں ایک چھوٹا سا برآمدہ ہے قبر ہی کی طرح اسے بھی مختلف آرائشوں سے مزین کیا ہوا ہے۔ یہاں بہائیوں کے اجلاس ہوتے ہیں۔

مزار دیکھنے کے بعد قصر بہجہ کا ابھی ایک اور حصہ دیکھنا باقی تھا۔ لیکن مالی پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ وہ "گھاس" کو پانی دے رہا تھا۔ اور شاید اس کے خیال میں اسوقت گھاس کو پانی دینا اپنے خداوند خدا بہاء اللہ کا "محل" زائرین کو دکھانے سے زیادہ اہم تھا۔ پھر کچھ دیر تک اس کی منتیں کی گئیں۔ آخر اس نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کو کھٹکھٹاؤ۔ وہاں جا کر دروازہ کو مقفل پایا۔ پاس ہی چوکیدار گھوم رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ہم اس مکان کے اندر جانا چاہتے ہیں۔ تو اس نے آ کر دروازہ کھولا اور ہمارے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ یہاں یہ بتا دینا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ کہ مالی بھی ایرانی تھا۔ اور چوکیدار بھی ایرانی۔

اگرچہ ممنون تو ہم اس مالی کے بھی تھے کہ اس نے ہمیں بہاء اللہ کا مزار دکھایا۔ لیکن چوکیدار کے ہم زیادہ ممنون ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ہمارے ساتھ نسبتاً زیادہ ہمدردی کا سلوک کیا۔ وہ ہمیں قصر بہجہ کے سب سے زیادہ اہم حصہ میں لے گیا۔

الیکشن کی بوالعجبیاں

الیکشن کا یہ راز تو کئی دفعہ "شہباز" و "نوائے وقت" کی رپورٹوں سے آشکار ہو چکا ہے۔ کہ پولنگ کے ایام میں سینکڑے کی قیمت غیر معمولی طور پر بڑھ کر ایک سو اسی تک جا پہنچی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات ایک ہی پولنگ سٹیشن کے متعلق یونینسٹ پارٹی یہ دعوےٰ کرتی ہے۔ کہ وہاں ہمارے امیدوار نے ۹۰ فی صدی ووٹ لئے۔ اور اسی اسٹیشن کے متعلق مسلم لیگ کے امیدوار کے متعلق لیگی کارکنوں کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے۔ کہ ہمارے امیدوار نے ۹۰ فیصدی ووٹ لئے۔ ایک سو میں سے ہر ایک فریق کا ۹۰-۹۰ حصہ بانٹ لینا۔ علم الحساب کی ندرت کی ایک عجیب و غریب مثال ہے۔ اسی ضمن میں ایک اور بوالعجبی ملاحظہ ہو کہ "شہباز" (۱۰ فروری) کے صہ پر تحصیل بٹالہ کے مسلم حلقہ کے متعلق سری گوبندپور کے پولنگ کی یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ اس جگہ یونینسٹ امیدوار خان بہادر محی الدین قادری نے ۵۷۵ ووٹ حاصل کئے۔ اور مسلم لیگ کے امیدوار (سید بہاء الدین صاحب) نے ۵۱۹ ووٹ حاصل کئے۔ گویا اس جگہ ان دو امیدواروں نے ۱۰۹۴ ووٹ حاصل کئے۔ حالانکہ سرکاری شائع شدہ فہرست کے مطابق اس حلقہ میں ووٹروں کی مجموعی تعداد صرف ۹۷۳ ہے۔ اس ۹۷۳ کی مجموعی تعداد میں سے ۱۰۹۴ ووٹ کسطرح بھگت گئے۔ اس سوال کا جواب صرف خاص حساب دان ہی دے سکتے ہیں۔ اور اچھا حصہ یقیناً اس حلقہ کے آزاد امیدوار چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے بھی لیا ہو گا۔ اور ایک کافی تعداد فوت شدہ اور غیر حاضر ووٹروں کی بھی ہوتی ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ میٹرکولیشن کے حساب کے پرچہ میں یہ سوال پوچھا جائے۔ شاید کوئی من چلا طالب علم اسکا حل پیش کر سکے۔

یہاں کمرے مختلف تصاویر سے سجے ہوئے تھے۔ صاحب یہ دیکھئے انہوں نے بہائیت کے متعلق ایک بہت مستند کتاب لکھی ہے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ ان کو دیکھئے یہ عباس آفندی ہیں۔ بہاء اللہ کے فرزند ارجمند۔ یہ ایک عورت کی تصویر ہے یہ عباس کی والدہ ہیں۔ غرض اس طرح بہت سی تصاویر آویزاں تھیں ان کے علاوہ چند گروپ فوٹو تھے۔ یہ امریکہ کے بہائی ہیں۔ ہزاروں کی تعداد۔ یہ لنڈن کے بہائیوں کی تصویر ہے۔ یہ فلاں جگہ کے بہائیوں کی تصویر ہے۔ اور یہ فلاں جگہ کے بہائیوں کی۔ یہ تصاویر دیکھئے۔ جو کیدار نے مصر بھیجہ کے ماحول میں بہائیت پر وہی سب سے بڑی مستند ہستی ہو سکتا تھا ہم سے پوچھا گیا۔ کہ یہاں عکا میں بھی بہائی ہیں۔

"یہاں تو نہیں امریکہ میں ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں"۔

پھر حیفا کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو جواب ملا۔ "چالیس پچاس ہوں گے"۔

فلسطین میں کسی اور جگہ؟ "ہاں بعض اور جگہوں پر بھی ہیں۔ لیکن کم۔ ایران میں بہت بہائی ہیں۔ ہندوستان میں بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں"۔

غرضیکہ جو مقام عکا سے جس قدر دور ہے۔ اس میں اسی قدر زیادہ تعداد بتلائی جاتی تھی۔ ان تصاویر کے علاوہ چند ایک الماریوں میں نئی کتابوں کی بھرمار تھی۔ لیکن ایک ایک کتاب کے سو سو دو دو سو نسخے۔ گویا متعدد الماریاں بھری ہوئی ہونے کے باوجود تنوع کے لحاظ سے اس ذخیرہ میں چند ایک ہی کتابیں تھیں ایک دو کمرے مختلف قسم کی سینریوں اور نقشہ جات سے مزین تھے۔ ایک کمرے میں زائرین کے لئے .... رہائش کا انتظام تھا۔ اس کمرہ میں زائرین کے ریمارکس کے لئے ایک رجسٹر بھی تھا۔ جس میں مکرم مولوی ابو العطاء کے ریمارکس پڑھنے کا موقعہ ملا۔

بس یہی ہیں وہ چیزیں جن سے عکا بہائیت کا مرکز کہلاتا ہے۔ ایک قبر۔ چند تصاویر۔ چند کتابیں ایک چارپائی اور ایک رجسٹر۔ یہ ہے بہائیت کے مرکز کا مال و متاع۔

یہاں اس بات کا ذکر کر دینا بھی قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ کہ ایک ایک کتاب کے سو سو دو دو سو نسخے ہونے کے باوجود ان کتابوں میں سے ایک نسخہ بھی خریدا نہیں جا سکتا۔ ان سے پوچھیں کہ یہ کتابیں کہاں سے ملیں گی۔ تو کسی غیر معروف شخص کا نام لے دیا جائیگا۔ چنانچہ ہمیں حیفا کے ایک کتب خانے کا نام بتایا گیا۔ حیفا پہنچ کر اس کتب خانہ کی تلاش کی گئی۔ لیکن بے سود۔ شام کے وقت عکا کو خیرباد کہا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے مطابق احمدیت کے مرکز قادیان کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت دیکھنے کے بعد بہائیت کے مرکز عکا کی یہ کسمپرسی دیکھنا ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔

میں تقریر کرتے ہوئے احراری لیڈر مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے فرمایا۔ کہ اے مسلمانو! مہاتما گاندھی کی پیروی کرو۔ کیونکہ ان کے اعمال میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ جھلکتا ہے۔ محمدؐ بھی بکری کا دودھ پیتے تھے۔ اور گاندھی جی بھی پیتے ہیں۔ آپ اپنے ہمراہ بکری رکھا کرتے تھے۔ اور گاندھی جی بھی رکھتے ہیں" وغیرہ وغیرہ آگے چل کر لکھا ہے۔ مسلمانو! غور کرو اور سوچو! یہ تقریر کسی غیر مسلم۔ ملحد کافر یا بے دین کی نہیں۔ بلکہ ایک مسلمان کی ہے۔ یہ باتیں اس شخص کی زبان سے نکل رہی ہیں۔ جو حکومت الٰہیہ کا داعی اور علمبردار ہے۔ ایسی گمراہ کن باتوں کی تبلیغ وہ شخص کر رہا ہے۔ جس کی جماعت کا ہر فرد قال اللہ اور قال الرسول کا دعویدار ہے۔ جو دنیا کو اپنی پر فریب باتوں سے متاثر کرنے کیلئے یہ کہتے پھرتے ہیں۔ کہ مسلمانو! ہم اسوۂ حسنہ اور سنت نبوی کے مبلغ ہیں۔ ہماری جماعت مجلس احرار ہندوستان میں ایک ایسی اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالنا چاہتی ہے۔ جس کے تمام قوانین اسلامی اور قرآنی ہوں گے۔ لیکن عمل کا یہ عالم ہے۔ کہ ہر شرک و بدعت ان کے لئے جائز ہی نہیں۔ بلکہ وہ اپنی کافر نوازی اور ہندو دوستی میں اس قدر گمراہ ہو گئے ہیں۔ کہ ایک کافر۔ ملحد۔ بیدین مشرک کو دونو جہان کے سردار آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے منسوب کر کے مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں۔ کہ وہ مہاتما جی کی پیروی کریں آخر میں لکھا ہے مسلمانو! ان احراریوں کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جو مسلمانوں کے قائدین کو کافر مشرک۔ زندیق۔ فاسق اور فاجر کہنے سے گریز نہیں کرتے۔ جنکو دوسروں کی آنکھوں کے تنکے تو نظر آجاتے ہیں۔ لیکن اپنی آنکھوں کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔ افسوس اور صد افسوس کیا مجلس احرار ہندوستان میں ایسی حکومت الٰہیہ قائم کرنا چاہتی ہے۔ جس کا دوسرا نام رام راج یا مہاتما جی سوراج ہوگا؟

اس پوسٹر کے پڑھ لینے کے بعد آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ یا یہ لوگ جو احرار کہلاتے ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں جب احرار زوروں پر تھے کیا مسلمان اور کیا حکومت سب ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ اور احراری اعلانیہ کہتے تھے کہ ہم احمدیوں کو صفحہ ہستی سے بالکل مٹا دینگے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینگے اس وقت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ کہ میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں۔ اور آج کس طرح سے وہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اور ہم

احرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر رہے ہیں

آج سے دو برس پیشتر ۱۱ فروری ۱۹۴۴ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روحانیت سے پُر خطبہ پڑھا۔ جو ۱۷ ؍جون ۱۹۴۴ء کے الفضل میں شائع ہوا۔ اس پر اخبار "پیغام صلح" نے غلط پروپیگنڈا کر کے لوگوں کو سخت اشتعال دلایا۔ اخبار "زمیندار" "شہباز" "احسان" اور دہلی کے اخبار پیام وغیرہ نے بہت شور و غل مچایا مگر ناکامی کے سوا کچھ حصہ نہ آیا۔ اب خواجہ محمد طاہر صاحب پروپیگنڈا سکریٹری مسلم لیگ لدھیانہ نے اخبار روزنامہ انقلاب بمبئی ۹ فروری ۱۹۴۶ء کا ایک مضمون پوسٹر کی شکل میں شائع کیا ہے۔ جس کے عنوان ہیں۔

"یہ حکومت الٰہیہ ہے یا رام راج"

"گاندھی جی کا پیغمبر خدا سے مقابلہ کر ڈالا"

"احراری لیڈر مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی کافر نوازی۔ ان عنوانات کے ماتحت لکھا ہے:۔ "جالندھر کے ایک جلسہ

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

کلکتہ ۱۴ فروری۔ آج شہر میں عام طور پر امن رہا۔ کسی واردات کی اطلاع نہیں پہنچی۔ مگر ابھی تک ٹریفک کا سلسلہ بحال نہیں ہوا۔ پولیس اور فوج گاڑیوں میں بیٹھکر گلی کوچوں میں گشت لگا رہی ہے۔ آج گورنر بنگال نے بھی شہر کی حالت کا معائنہ کرنے کے لئے دورہ کیا۔

لنڈن ۱۴ فروری۔ انڈیا لیگ کے سیکرٹری نے کل ایک بیان میں بتایا۔ کہ کلکتہ میں مظاہرین پر بے دریغ گولی چلانے کے معاملہ کو برطانوی پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے گا۔ اس سوال کو پارلیمنٹ کے وہ ممبر اٹھائیں گے جو انڈیا لیگ کے بھی ممبر ہیں۔

قاہرہ ۱۴ فروری۔ مصری کیبنٹ کے تین وزرا مستعفی ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ان کی رائے مصری طالب علموں کے مظاہرات کے بارے میں وزیر اعظم مصر کی رائے کے مخالف تھی۔

کراچی ۱۴ فروری۔ سندھ اسمبلی کے ڈپٹی لیڈر خان بہادر کھرو نے کل ایک بیان میں بتایا۔ کہ مسلم لیگ پارٹی بہت جلد حکومت کے سامنے یہ معاملہ رکھنے والی ہے۔ کہ سندھ اسمبلی میں ممبران کی تعداد دگنی کر دی جائے۔ کل بمبئی میں وزیر اعظم سندھ مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ نے بھی اسی قسم کا ایک بیان دیا۔ کہ ممبران کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تحریک عدم اعتماد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ آخر مسٹر جی۔ ایم سید نے اپنے اس ارادہ کو ظاہر کر ہی دیا۔ کہ وہ پہلے ہی اجلاس میں تحریک عدم اعتماد پیش کرینگے۔ لیکن ہم اس خطرہ سے محفوظ ہیں۔

دہلی ۱۴ر فروری۔ ایوان والیان ریاست کی سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ۱۲ سے ۱۴ر مارچ تک دہلی میں منعقد ہوگا۔ دیگر اہم معاملات کے علاوہ خوراک کے معاملہ پر بھی بحث کی جائے گی۔

دہلی ۱۴ر فروری۔ گورنر یو۔پی اور گورنر پنجاب وائسرائے ہند سے غذائی حالت پر تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔

لنڈن ۱۴ر فروری۔ ڈیلی "ٹائمیز" نے ہندوستان کی خوراک کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان اس جنگ میں کارہائے نمایاں کی وجہ سے اور ۱۹۴۳ء میں سخت قحط سے نقصان اٹھانے کے سبب موجودہ قحط کے خطرہ میں سب سے زیادہ امداد کا مستحق ہے۔

دہلی ۱۴ر فروری۔ کامن ویلیتھ کے سکرٹری نے آج ایک بیان میں بتایا۔ کہ ملایا میں ۴۵ ہندوستانیوں پر جاپان سے ساز باز رکھنے کا الزام ہے۔ بہت سے ہندوستانیوں کو بلا شرط یا بعض خاص شرطوں پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ۲ کو قید کی سزا دی گئی ہے۔ اور ۲۲ نظر بند ہیں۔ ان ہندوستانیوں کا ذکر کرتے ہوئے جنہیں مزدوری کے لئے برما لے جایا گیا تھا۔ آپ نے کہا۔ ان میں بہت سے مزدوروں کو جاپانی ملایا وغیرہ علاقوں میں لے گئے تھے۔ ان کے متعلق کوئی علم نہیں ہو سکا۔ کہ کہاں ہیں۔

دہلی ۱۴ر جنوری۔ آج کونسل چیمبر کے باہر برقعہ پوش عورتوں نے احتجاج کر کے نعرے لگائے۔ کہ کیپٹن عبد الرشید اور دوسرے قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے۔

دہلی ۱۴ر فروری۔ آج مسٹر جوشی نے ۱۹۲۳ء کے ایکٹ میں تبدیلی کرانے کے لئے ایک بل پیش کیا۔ جس کی رو سے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کا وقت محدود کیا گیا۔

مدراس ۱۳ر فروری۔ حکومت مدراس نے ۱۷ر فروری سے چاول اور گیہوں کا راشن ۱۲ اونس فی کس کر دینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

لنڈن ۱۳ر فروری۔ لنڈن کے سیاسی حلقوں میں پروفیسر ہیرلڈ کے اس بیان سے سنسنی پھیل گئی ہے۔ کہ امریکہ میں ایٹم بم فیکٹری کو کسی برطانوی سائنسدان نے نہیں دیکھا۔ اس بیان سے اس رپورٹ کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ برطانیہ ایٹم بم کے راز سے واقف نہیں۔

لاہور ۱۳ر فروری۔ سونا ۔۔۔ ۹۳ روپے چاندی ۔۔۔ ۱۴۸ پونڈ ۔۔۔ ۸۔ ۶۵ روپے۔

لاہور ۱۳ر فروری۔ مشہور انقلاب پسند بابا گورمکھ سنگھ لاہور سنٹرل جیل سے آج شام رہا کر دیئے گئے۔

امرتسر ۱۳ر فروری۔ سونا ۔۔ ۲۔ ۹۶ روپے چاندی ۔۔ ۱۴۸ ۔ پونڈ ۔۔ ۸۔ ۶۵ روپے۔

لنڈن ۱۳ ر فروری۔ البانیہ کے سابق شاہ زوغو اپنی فیملی کے ساتھ آج بذریعہ کار لنڈن سے لورپول روانہ ہوگئے۔ جہاں سے وہ ہوائی جہاز پر مصر روانہ ہونگے۔

کلکتہ ۱۳ ر فروری۔ بیان کیا جاتا ہے اب کی بار پچھلی گڑبڑ سے زیادہ فوج بلانی پڑی ہے۔ چورنگی میں ہجوم نے یورپین فرموں پر حملے کئے۔ پارک سٹریٹ میں ہجوم نے یورپین دکانوں کے شیشے توڑ ڈالے۔ اور سر جیمز جس پر ان کا ہاتھ پڑا۔ لوٹ لی۔ کئی یورپینوں پر جن میں ملٹری افسر شامل ہیں۔ پتھراؤ کیا گیا۔ اور ان کی کاروں کو آگ لگا دی۔ ایک یورپین کے مکان میں داخل ہوکر ہجوم نے فرنیچر توڑ ڈالا۔ اور ایک انگریز لڑکی کی بے حرمتی کی۔ کلکتہ کے بشپ کے مکان پر بھی پتھراؤ کیا گیا۔

لنڈن ۱۳ ر فروری۔ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بیون نے اس امکان کا اشارتاً ذکر کیا۔ کہ اگر امریکہ نے برطانیہ کو قرضہ دینے سے انکار کر دیا۔ تو ہمارے لئے اس کے سوائے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ کہ ہم پھر سے کولیشن گورنمنٹ کے قیام کی تجویز کو منظور کرلیں۔ آپ نے یہ بھی کہا۔ کہ انگلستان کی سوشلسٹ گورنمنٹ امریکہ کی امداد کے بغیر مالی مشکلات پر قابو نہیں پا سکتی۔

بٹالہ ۱۳ ر فروری۔ گذشتہ رات پولنگ کے سلسلہ میں لیگ کے حامیوں اور احراریوں میں فساد ہوگیا۔ پچیس احراری کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

کولمبو ۱۳ ر فروری۔ لنکا میں چھ لاکھ ہندوستانی باشندوں نے اس بناء پر ہڑتال کر رکھی ہے۔ کہ ملک معظم کی گورنمنٹ نے لنکا کو جو آئینی اصلاحات دینے کی تجاویز پیش کی ہیں۔ وہ ان سے مطمئن نہیں ہیں۔

کراچی ۱۳ ر فروری۔ سندھ اسمبلی کا بجٹ سیشن ۱۲ ر مارچ سے شروع ہو جائیگا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ اجلاس چار ہفتے جاری رہے گا۔

ماسکو ۱۳ ر فروری۔ روسی اخبار "ریڈ سٹار" اور "راز ولیسطہ" نے لکھا ہے۔ کہ برطانوی فوجیں اور اسلحہ معقول تعداد میں طہران پہنچ رہے ہیں۔ روسی ان فوجوں کی آمد پر حیرانی کا اظہار کر رہے ہیں۔ کیونکہ برطانیہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ برطانی فوجوں کو ایران خصوصاً طہران سے ہٹایا جا رہا ہے۔

نیویارک ۱۳ ر فروری۔ کشتی بانوں کی ہڑتال کا آج نواں دن ہے۔ ہڑتال کی وجہ سے نیویارک میں ایندھن کا قحط پڑ گیا ہے۔ آج میئر نیویارک نے اچانک ایک حکم کے ذریعہ تمام تفریح گاہیں اور دیگر غیر ضروری کاروبار بند کر دیئے۔ تاکہ ایندھن بچایا جا سکے۔

قاہرہ ۱۳ ر فروری۔ کل اسکندریہ میں طلباء نے ایک جلوس کی شکل میں شہر کے وسطی حصہ تک مارچ کیا۔ اور مظاہرات کئے۔ انہوں نے برطانیہ مردہ باد۔ حکومتِ مصر مردہ باد کے نعرے لگائے۔ پولیس نے طلباء پر گولی چلا دی۔ جس سے دو طلباء ہلاک اور ۲۰ زخمی ہوئے۔

لاہور ۱۳ ر فروری۔ کابل سے ۱۹ ماہرین تعلیم جو مختلف کالجوں میں بطور پروفیسر ملازم تھے۔ استعفے دیکر ہندوستان پہنچ گئے۔ استعفوں کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ حکومت افغانستان نے بڑھتی ہوئی قیمتوں کے ساتھ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

دہلی ۱۲ ر فروری۔ صوبہ دہلی کے چیف کمشنر نے بیان کیا۔ کہ مقامی حکومت بہت جلد رسٹوران جاری کرے گی۔ جہاں مناسب کھانے مناسب قیمت پر مل سکیں گے۔

جوہانسبرگ ۱۲ ر فروری۔ جنوبی افریقہ کے بعض حصوں میں جہاں چند روز پہلے لوگ بارش کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے اب جل تھل ایک ہو رہے ہیں۔ شمالی ٹرانسوال میں موسلا دھار بارشوں کی وجہ سے نقل و حمل کے سلسلے رک گئے ہیں۔

لنڈن ۱۳ ر فروری۔ نائب وزیر ہند نے دارالعوام میں بتایا۔ کہ جس مقصد کے لئے برطانوی اور ہندوستانی فوجیں انڈونیشیا میں بھیجی گئی تھیں۔ اسکی تکمیل کے بغیر نہ تو وہ فوجیں واپس بلائی جا سکتی ہیں۔ نہ ان کے تبادلہ کے لئے مزید فوجیں بھیجی جا سکتی ہیں۔

ٹوکیو ۱۳ ر فروری۔ جاپانی وزارت میں ردوبدل کی افواہوں کی تصدیق ہو گئی ہے آج سٹیٹ منسٹر کوبایاشی نے استعفیٰ دیدیا ہے۔ ابھی دو اور وزیروں کے استعفوں کی توقع ہے